اٰیاتہا ۸ ۔ سُوْرَۃُ التَّکَاثُرِ مَکِّیَّۃٌ ۱۰۲ ۔ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝۱ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝۲ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۳ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۴ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝۵ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝۶ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝۷ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝۸

”غافل رکھا تمہیں زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنے کی ہوس نے۔ یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے۔ ہاں ہاں! تم جلد جان لوگے۔ پھر ہاں ہاں! تمہیں (اپنی کوششوں کا انجام) جلد معلوم ہو جائے گا۔ ہاں ہاں! اگر تم (اس انجام کو) یقینی طور سے جانتے (تو ایسا ہرگز نہ کرتے)۔ تم دیکھ کر رہو گے دوزخ کو۔ پھر آخرت میں تم دوزخ کو یقین کی آنکھ سے دیکھ لو گے۔ پھر ضرور پوچھا جائے گا تم سے اس دن جملہ نعمتوں کے بارے میں“۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی یہ طاقت رکھتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتا؟ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن ابی ہلال رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ کو المغیرہ کا نام دیتے تھے۔

امام طیالسی، سعید بن منصور، احمد، عبد بن حمید، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا۔ تو آپ ﷺ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھ رہے تھے۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: آپ پر اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ نازل ہوئی۔ اور آپ ﷺ فرمانے لگے: ابن آدم کہتا ہے میرا مال، میرا مال، تیرے لیے تیرا مال صرف وہ ہے جو تو نے کھایا اور فنا کر دیا یا پہنا اور بوسیدہ کر دیا، یا صدقہ کیا اور اسے باقی رکھا۔ (2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے مطرف سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۃ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم کہتا ہے میرا مال، میرا مال۔ تیرے لیے تیرا مال صرف وہ ہے جو تو نے کھا لیا اور فنا کر دیا یا پہن لیا اور بوسیدہ کر دیا یا صدقہ کیا اور باقی رکھا یا کسی کو دے دیا اور اسے پورا کر دیا۔

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 498 (2518)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 171، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام طبرانی رحمہ اللہ نے مطرف سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا: جب سورۂ تکاثر نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم کہتا ہے میرا مال میرا مال۔ کیا اس کے سوا بھی کوئی تیرا مال ہے جو تو نے کھایا اور فنا کر دیا یا پہنا اور بوسیدہ کر دیا یا صدقہ کیا اور باقی رکھا یا عطا کیا اور پورا کر دیا۔

امام عبد بن حمید، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندہ کہتا ہے: میرا مال، میرا مال۔ اس کا مال صرف تین قسم کا ہے، جو اس نے کھایا اور فنا کر دیا یا پہنا اور بوسیدہ کر دیا یا صدقہ کیا اور باقی رکھا اور جو اس کے سوا ہے تو وہ خود جانے والا ہے اور اسے لوگوں کے لیے چھوڑنے والا ہے۔(1)

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: میں تم پر ایک سورت پڑھنے والا ہوں (یعنی سورۃ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ) پس جو کوئی رو پڑا تحقیق وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ سورت پڑھی۔ تو ہم میں سے بعض رائے اور بعض نہ روئے۔ تو وہ لوگ جو نہ روئے انہوں نے کہا: یارسول اللہ! ﷺ ہم نے رونے کی خوب کوشش کی ہے لیکن ہم اس پر قادر نہ ہو سکے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم پر دوبارہ پڑھوں گا۔ جو کوئی رو پڑا اس کے لیے جنت ہے۔ اور جو رونے پر قادر نہ ہو سکے تو اسے چاہیے کہ رونے کی طرح منہ بنالے(2)۔ بیہقی نے کہا ہے: یہ روایت ضعیف ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ نے اس میں آخر تک سورۂ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھی۔

امام بخاری اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم قرآن کریم میں ہم قرآن کریم سے یہ جانتے تھے کہ اگر ابن آدم کے لیے مال کی دو وادیاں بھی ہوں تو وہ تیسری وادی کی تمنا اور آرزو کرے گا اور مٹی کے سوا ابن آدم کے پیٹ کو کوئی شے نہیں بھر سکے گی پھر جس نے توبہ کر لی اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا یہاں تک کہ سورۂ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ آخر تک نازل ہوئی۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی سورت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہم بنی فلاں سے زیادہ ہیں اور بنو فلاں بنی فلاں سے زیادہ ہیں۔ پس اسی شے نے انہیں غافل کر دیا یہاں تک کہ وہ گمراہ ہو کر مرے۔(4)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ سورۂ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ یہود کے بارے نازل ہوئی۔

امام ترمذی، حنیش بن اصرم نے الاستقامۃ میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی

1۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 407، قدیمی کتب خانہ کراچی 2۔ نوادر الاصول، صفحہ 193، دار صادر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 344، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 456 (3687)، دار الکتب العلمیہ بیروت

طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی۔(1)

امام ان منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ پڑھی۔ پھر فرمایا: میں قبروں کو سوائے زیارت کے کچھ نہیں خیال کرتا اور زائر کے لیے اپنے گھر کی طرف لوٹنے سے کوئی چارہ نہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ کا مفہوم ہے: مال واولاد میں کثرت کی ہوس نے تمہیں غافل کر دیا۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے تمہارے بارے میں فقر وافلاس کا کوئی خدشہ اور خطرہ نہیں ہے۔ البتہ کثرت کی ہوس کا تمہارے بارے میں خوف ہے۔ اور مجھے تم پر خطا کا کوئی خوف نہیں ہے۔ بلکہ تم پر عمداً اور دانستہ (کچھ کرنے) کا خوف ہے۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تلاوت فرمائی: اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ فرمایا کثرت کی ہوس نے تمہیں اطاعت سے غافل کر دیا حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ فرمایا: یہاں تک کہ تمہیں موت نے آلیا۔ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ یعنی اگر تم قبروں میں داخل ہوئے (تو تو جلد جان لو گے) ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ فرماتے ہیں: اگر تم اپنی قبروں سے محشر کی طرف نکلے (تو تمہیں) اپنی کوششوں کا انجام) جلد معلوم ہو جائے گا) كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ فرمایا: اگر تم اپنے رب کی سامنے اپنے اعمال پر کھڑے ہوئے۔ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ (تم دیکھ کر رہو گے دوزخ کو) اور صراط (پل) کو جہنم کے وسط میں رکھا جائے گا۔ پس مسلم نجات پا جائے گا۔ (جسے) خراش لگی وہ مسلمان ہے اور (جو) کٹ گیا وہ جہنم کی آگ میں ہوگا۔ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ یعنی اس دن تم سے جملہ نعمتوں مثلاً پیٹوں کے بھرنے، ٹھنڈے مشروبات، رہائش کی سہولتیں، معتدل تخلیق اور نیند لذت وغیرہ کے بارے ضرور پوچھا جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ کو سنا: آپ نے یہ تلاوت فرمائی: اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۭ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ آپ فرماتے ہیں: اگر تم قبروں میں داخل ہوئے۔ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ اور تم اپنی قبروں سے نکلے۔ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ہاں ہاں اگر تم اپنے رب کی طرف اپنے اٹھائے جانے کے دن کے بارے یقینی طور پر جانتے لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ تو تمہیں آخرت کے بارے حق الیقین ہو جاتا آنکھوں کے ساتھ دیکھ لینے کی طرح۔ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ پھر قیامت کے دن تم دوزخ کو یقین کی آنکھ سے دیکھ لو گے۔ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ پھر اس دن تم سے اپنے رب کے سامنے جملہ نعمتوں کے بارے پوچھا جائے گا مثلاً ٹھنڈے مشروبات، خوبصورت رہائش گاہوں کے سائے، پیٹوں کو سیر کرنے کا سامان، معتدل تخلیق اور نیند کی لذتیں یہاں تک کہ تم میں سے کسی کا کسی عورت سے منگنی کرنا اس کے باوجود کہ اسے پیغام نکاح کسی اور نے دیا ہو۔ پھر اس غیر نے اس

1۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 171، وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 582 (3970)، دار الکتب العلمیہ بیروت

عورت سے شادی کرلی اور اسے روک دیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے: كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ یہ کفار کے بارے ہے۔ اور ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ یہ مومنین کے بارے ہے (یعنی ہاں ہاں (اے کفار!) تم جلد جان لو گے۔ پھر ہاں ہاں (اے مومنین!) تمہیں (اپنی کوششوں کا انجام) جلد معلوم ہو جائے گا) وہ اسی طرح اسے پڑھا کرتے تھے۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم یہ گفتگو کرتے تھے کہ علم یقین یہ ہے کہ یہ جان لیا جائے اللہ تعالیٰ اسے موت کے بعد ضرور اٹھائے گا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ فرمایا: ہم یہ گفتگو کرتے تھے کہ علم الیقین موت ہے۔ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ہر صاحب نعمت سے ان نعمتوں کے بارے پوچھے گا جو نعمتیں اسے عطا فرمائیں۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے کہ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ کا مفہوم ہے کہ النَّعِيْمِ سے مراد بدنوں، کانوں اور آنکھوں کا صحیح اور تندرست ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دن بندوں سے ان امور کے بارے پوچھے گا جن میں انہوں نے ان نعمتوں کو استعمال کیا۔ حالانکہ اس کے بارے وہ ان سے بہتر اور زیادہ جانتا ہے۔ اسی کے بارے یہ ارشاد گرامی ہے: اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا (الاسراء) (بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب کے متعلق (تم سے) پوچھا جائے گا)(3)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس دن لذات دنیا میں سے ہر شے کے متعلق تم سے سوال کیا جائے گا۔(4)

عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ روایت کیا ہے کہ پھر تم سے اس دن امن وصحت کے بارے پوچھا جائے گا۔(5)

امام ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ النَّعِيْمِ سے مراد امن اور صحت ہے۔

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ النَّعِيْمِ سے مراد عافیت ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے قول باری تعالیٰ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: مثلاً گندم کی روٹی کھانا، میٹھا اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 345، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 456 (89-3688)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 347 4۔ ایضاً 5۔ کتاب الزہد، صفحہ 467، دار الکتب العلمیہ بیروت

ٹھنڈا پانی پینا اور آدمی کا وہ گھر جس میں وہ رہائش پذیر تھا۔ یہی وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے اس دن اس سے پوچھا جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ اسی آیت کے ضمن میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ خالص گھی اور شہد جمع رکھتے ہیں اور وہی کھاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حمران بن ابان رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اہل کتاب میں سے ایک آدمی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تین سے اوپر کسی بندے کو جو بھی عطا فرمائے گا قیامت کے دن وہ ان کے بارے اس سے باز پرس کرے گا۔ اتنی مقدار روٹی جس کے سبب وہ اپنی پیٹھ کو سیدھا رکھ سکے، وہ چھت جس کے نیچے وہ سر چھپاتا ہے اور وہ (کپڑا) جس کے سبب وہ لوگوں سے اپنی شرم گاہ کو چھپاتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ تو صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ہم کون سی نعمتوں میں ہیں؟ ہم تو جو کی روٹی سے بھی اپنے پیٹ نہیں بھرتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کی طرف وحی فرمائی کہ ان سے کہا کیا تم جوتے نہیں پہنتے ہو اور ٹھنڈا پانی نہیں پیتے ہو؟ سو یہ بھی نعمتوں میں سے ہی ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، احمد، ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں محمود بن لبید سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب سورہ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ نازل ہوئی۔ اور آپ ﷺ نے ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ تک یہ پڑھی۔ تو صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کون سی نعمتوں کے بارے، ہم سے سوال کیا جائے گا؟ بے شک یہ دو سیاہ چیزیں ہی تو ہیں یعنی پانی اور کھجور۔ ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر ہیں اور دشمن سامنے حاضر ہے۔ تو پھر کون سی نعمتوں کے بارے باز پرس کی جائے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ عنقریب وہ میسر آئیں گی۔(1)

عبد بن حمید، ترمذی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کون سی نعمتوں کے بارے، ہم سے باز پرس کی جائے گی۔ بلاشبہ یہ دو سیاہ چیزیں ہی تو ہیں۔ دشمن سامنے حاضر ہے اور تلواریں ہمارے کندھوں پر ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ وہ عنقریب ہوگی۔(2)

امام احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن ماجہ، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ وہ کون سی نعمتیں ہیں جن کے بارے، ہم سے باز پرس کی جائے گی۔ بلاشبہ یہ دو سیاہ چیزیں یعنی کھجوریں اور پانی ہی تو ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ عنقریب تمہیں حاصل ہو جائیں گی۔(3)

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے الحلیہ میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 349، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 171، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔ ایضاً

مذکورہ آیت نازل ہوئی تو حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کون سی وہ نعمت ہے جس کے بارے ہم سے پوچھا جائے گا؟ بے شک یہ دو سیاہ چیزیں ہی تو ہیں یعنی پانی اور کھجور۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جان لو! بلاشبہ وہ عنقریب تمہیں میسر آجائیں گی۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب سورۃ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ آخر تک نازل ہوئی۔ تو حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام نے عرض کی کون سی نعمت کے بارے ہم سے باز پرس کی جائے گی؟ بے شک ہمارے پاس پانی اور کھجوریں ہی تو ہیں اور ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر ہیں۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ وہ عنقریب حاصل ہو جائیں گی۔

امام ابویعلی رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ کون سی نعمت ہے جس کے بارے ہم سے پوچھا جائے گا حالانکہ ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر ہیں؟ اور پھر آگے مذکورہ بالا حدیث ذکر کی۔(2)

امام احمد نے زوائد الزہد میں، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن حبان، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے اول جن نعمتوں کے بارے بندے سے پوچھا جائے گا۔ وہ یہ کہ اسے کہا جائے گا: کیا ہم نے تجھے صحت مند جسم نہیں عطا فرمایا اور ہم نے تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا؟(3)

امام ہناد، عبد بن حمید، بخاری اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو نعمتیں ہیں جن میں اکثر لوگ غلطی اور خسارے میں رہ جاتے ہیں اور وہ صحت اور فراغت ہیں۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن جن نعمتوں کے بارے پوچھا جائے گا (وہ یہ ہیں) گوشت سمیت ہڈی جو آدمی کے لیے باعث قوت و طاقت ہوتی ہے، وہ پانی جو اسے سیراب کرتا ہے اور وہ کپڑا جو اسے ڈھانپتا ہے۔(5)

امام احمد، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہمارے ہاں قدم رنجہ فرما ہوئے۔ تو ہم نے کھجوروں کے ساتھ ان کی تواضع کی اور پانی کے ساتھ سیراب کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ اس نعمت میں سے ہے جس کے بارے تم سے باز پرس کی جائے گی۔(6)

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 298(11518)، دارالفکر بیروت
2۔ مسند ابویعلی، جلد 5، صفحہ 507(6604)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 171، وزارت تعلیم اسلام آباد
4۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 949، قدیمی کتب خانہ کراچی
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 349، داراحیاء التراث العربی بیروت
6۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 348

امام عبد بن حمید، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میرے باپ کے ذمہ ایک یہودی کی کچھ کھجوریں بطور قرض واجب الادا تھیں۔ میرے والد محترم غزوۂ احد میں شہید ہو گئے اور دو باغ ترکہ میں چھوڑ گئے اور یہودی کی کھجوریں مقدار کے لحاظ سے دونوں باغوں میں موجود کھجوروں کو محیط تھیں۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے لیے ممکن ہے کہ تو کچھ کھجوریں اس سال لے لے اور کچھ آئندہ سال کے لیے مؤخر کر دے۔ لیکن یہودی نے اس کا انکار کر دیا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کھجوریں توڑنے کا وقت آئے تو مجھے اطلاع دینا۔ چنانچہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ تشریف لائے۔ تو ہم نے کھجوریں توڑنا شروع کر دیں اور کھجور کے درخت کے نیچے یہودی کو وزن کر کے دینے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برکت کی دعا فرمانے لگے۔ یہاں تک کہ دونوں میں سے چھوٹے باغ سے ہی یہودی کا سارے کا سارا حق ادا کر دیا۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے رفقاء کے پاس کھجوریں اور پانی لے کر حاضر ہوا اور انہوں نے ان سے کھجوریں تناول فرمائیں اور پانی نوش فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہی وہ نعمت ہے جس کے بارے تم سے پوچھا جائے گا۔(1)

مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر تشریف لائے۔ تو وہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کون سی شے ہے جس نے تم دونوں کو اس وقت گھر سے نکالا ہے؟ دونوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم "بھوک ہے" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! مجھے بھی اس شے نے نکلنے پر مجبور کیا ہے جس نے تمہیں نکالا ہے۔ پس اٹھو۔ تو وہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انصار میں سے آدمی کے گھر تشریف لائے۔ لیکن وہ گھر پر نہیں تھا۔ جب اس کی عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، تو انتہائی مسرت اور خوشی اظہار کرتے ہوئے عرض کی مرحبا واھلاً۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: فلاں کہاں ہے؟ اس نے جواباً عرض کی ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گیا ہے۔ اتنے میں وہ انصاری آ گیا۔ جونہی اس کی نظر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں پر پڑی تو اس نے کہا الحمد للہ آج مجھ سے بڑھ کر عزت و تکریم والے مہمان کسی کے پاس نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ گیا اور کھجوروں کا خوشہ لے آیا جس میں خشک اور پکی ہوئی کھجوریں تھیں اور عرض کی اس سے تناول فرمایئے۔ اور اس نے چھری اٹھائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دودھ والے جانور کو ذبح نہ کرنا۔ چنانچہ اس نے ان کے لیے ایک بکری ذبح کی اور تمام مہمان گرامی نے اس کا گوشت اور کھجوریں تناول فرمائیں اور پانی نوش فرمایا۔ جب تمام سیر ہو کر کھا چکے اور پانی سے خوب سیراب ہو گئے تو اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں کو ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! قیامت کے دن تم سے اس نعمت کے بارے پوچھا جائے گا۔(2)

امام بزار، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 143 (4599)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 176، قدیمی کتب خانہ کراچی

70B

ہے کہ انھوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن دوپہر کے وقت باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مسجد میں بیٹھے پایا۔ تو ارشاد فرمایا اس وقت تجھے کس شے نے باہر نکالا ہے؟ انھوں نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ مجھے وہی شے باہر لائی ہے جس نے آپ ﷺ کو باہر آنے پر مجبور کیا ہے۔ پھر اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا: اے ابن خطاب کونسی شے ہے جس نے اس وقت تجھے باہر نکالا ہے؟ تو انھوں نے عرض کی مجھے اسی شے نے باہر نکالا ہے جو آپ دونوں کو باہر لائی ہے۔ تو حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: کیا تم دونوں میں قوت ہے کہ تم اس درخت تک چل سکو۔ تو وہاں تم کھانا اور پانی پالو گے؟ ہم نے عرض کی: جی ہاں یارسول اللہ ﷺ۔ چنانچہ ہم چل پڑے یہاں تک کہ ہم مالک بن تیہان ابی الہیثم انصاری کے گھر آگئے۔

امام ابن حبان اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دوپہر کے وقت مسجد کی طرف نکلے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنا، تو وہ بھی نکلے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اس وقت کس شے نے آپ کو باہر نکالا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں اپنے اندر بھوک کی تلخی پا رہا ہوں، اسی نے مجھے گھر سے باہر نکالا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! مجھے بھی فقط بھوک ہی نے باہر نکلنے پر مجبور کیا ہے۔ ابھی دونوں اسی حالت میں تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی باہر تشریف لائے اور فرمایا: کون سی شے ہے جس نے تم دونوں کو اس وقت گھر سے باہر نکالا ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: قسم بخدا! ہمیں کسی شے نے باہر نہیں نکالا مگر بھوک کی اس تلخی نے جو ہم اپنے پیٹوں میں پا رہے ہیں۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! مجھے بھی یہی شے گھر سے باہر لائی ہے۔ پس تھوڑی دیر کھڑے رہے اور پھر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف چل پڑے۔ جب ان کے گھر کے پاس جا کر رکے تو ان کی زوجہ محترمہ نے کہا: مرحبا، خوش آمدید۔ اللہ تعالیٰ کے نبی مکرم ﷺ اور ان کے ساتھ آنے والوں کو۔ پھر حضور نبی رحمت ﷺ نے پوچھا ابوایوب کہاں ہیں؟ اس نے عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ اس وقت آپ کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ پھر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور انہوں نے کھجور کا ایک خوشہ توڑا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے ہمارے لیے اسے کاٹنے کا ارادہ کیا ہے کیا تو نے پھل چن نہیں لیا؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میں نے پسند کیا ہے کہ آپ اس کی خشک وتر اور پکی کھجوریں تناول فرمائیں۔ پھر انہوں نے بھیڑ کا ایک بچہ ذبح کیا۔ اس میں سے نصف بھونا، اور نصف پکایا اور جب حضور نبی مکرم ﷺ کے سامنے رکھا۔ تو آپ ﷺ نے کچھ گوشت اٹھا کر روٹی میں رکھا اور فرمایا: اے ابوایوب! اسے فاطمہ کے پاس پہنچا دو۔ کیونکہ کئی دنوں سے اس نے اس طرح کا گوشت حاصل نہیں کیا۔ چنانچہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ وہ لے کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دینے چلے گئے۔ جب آپ ﷺ اپنے اصحاب سمیت کھانا تناول فرما چکے اور خوب سیر ہو گئے تو پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روٹی، گوشت، کھجور، خشک وتر اور ساتھ ہی آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسوؤں کے موتی جھڑنے لگے۔ آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں

میری جان ہے! بے شک یہی وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے تم سے باز پرس کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِیْمِ پس یہی وہ نعمت ہے جس کے متعلق قیامت کے دن تم سے پوچھا جائے گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے اصحاب پر بڑا بھاری اور بڑا اقرار دیا اور فرمایا: ہاں جب تمہیں اس قسم کی شے حاصل ہو اور تم اس کی طرف اپنے ہاتھ بڑھاؤ۔ تو کہا کرو: بسم اللہ۔ اور جب تم خوب سیر ہو جاؤ تو یہ کہا کرو: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هُوَ اَشْبَعَنَا وَاَنْعَمَ عَلَیْنَا وَاَفْضَلَنَا" (یعنی سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے ہمیں سیر کیا۔ ہم پر یہ انعام فرمایا اور ہمیں یہ فضیلت عطا فرمائی) کیونکہ یہ اس کا کنارہ اور انتہا ہے۔

امام احمد، ابن جریر، ابن عدی، بغوی نے معجم میں، ابن مندہ نے المعرفہ میں، ابن عساکر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں ابو عسیب مولی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات نکلے۔ میرے پاس سے گزرے اور مجھے بلایا۔ میں آپ کی طرف گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور انہیں بلایا اور وہ بھی آپ کی طرف نکلے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو انہیں بھی بلایا اور وہ بھی حاضر خدمت ہوئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چل پڑے۔ یہاں تک کہ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہو گئے۔ اور باغ کے مالک کو فرمایا: ہمیں کچھ کھلاؤ۔ وہ ایک خوشہ لے آیا اور آپ کے سامنے رکھ دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے اسے تناول فرمایا۔ پھر ٹھنڈا پانی منگایا اور اسے نوش فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا ان نعمتوں کے بارے قیامت کے دن ہم سے پوچھا جائے گا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ خوشہ اٹھایا اور اسے زمین پر دے مارا۔ حتی کھجوریں بکھر گئیں۔ پھر عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس کے بارے قیامت کے دن ہم سے پوچھا جائے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں سوائے تین کے۔ اتنا ٹکڑا جس کے ساتھ بندہ اپنی بھوک بند کرتا ہے یا اتنا کپڑا جس کے ساتھ اپنا ستر ڈھانپتا ہے یا وہ گھر جس میں وہ سردی گرمی سے بچنے کے لیے رہتا ہے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھائی (کھال) پر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوریں اور ٹھنڈا پانی پیش کیا گیا۔ تو آپ نے وہ کھجوریں کھائیں اور پانی پیا۔ پھر فرمایا: یہی وہ نعمت ہے جس کے بارے تم سے پوچھا جائے گا۔

امام ابو یعلی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا اور ہمارے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ہم ایک آدمی کے پاس گئے جسے واقفی کہا جاتا ہے۔ تو اس نے ہمارے لیے بکری ذبح کی۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دودھ والی سے بچنا (یعنی دودھ والی بکری کو ذبح نہ کرنا) پھر ہم نے ثرید اور گوشت کھایا اور پانی پیا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ان نعمتوں میں سے ہے جن کے بارے تم سے باز پرس کی جائے گی۔

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 143 (4601)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ ایسے وقت باہر تشریف لائے جس میں آپ باہر نہ آتے تھے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی نکلے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا: اے ابوبکر! کون سی شے تجھے اس وقت باہر لائی ہے؟ انہوں نے عرض کی: بھوک مجھے باہر لے آئی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا میرے باہر نکلنے کے سبب بھی وہی ہے جو تیرے لیے ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نکلے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے بھی دریافت فرمایا: اے عمر! کون سی شے تجھے باہر نکال لائی ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! مجھے بھوک نے باہر نکالا ہے۔ پھر آپ ﷺ کے صحابہ کرام میں سے کچھ اور لوگ آئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہمارے ساتھ ابوالہیثم کے گھر کی طرف چلو۔ جب وہاں پہنچے تو ان کی زوجہ نے کہا: وہ تو ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ پس تم باغ کی طرف چلو۔ چنانچہ اس نے باغ کا دروازہ کھولا۔ تمام اس میں داخل ہوئے اور بیٹھ گئے۔ پھر ابوالہیثم آئے۔ تو ان کی بیوی نے انہیں کہا: کیا تم جانتے ہو تمہارے پاس کون آیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ تو اس نے انہیں بتایا: تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب تشریف لائے ہیں۔ پس وہ اندر حاضر ہوئے، اپنا مشکیزہ ایک درخت کے ساتھ لٹکایا۔ پھر چھوٹی سی ٹوکری اٹھائی اور آپ ﷺ کے لیے کھجوروں کا خوشہ لائے اور ان کے لیے تر کھجوریں چنیں۔ اور ان کے سامنے لاکر انڈیل دیں۔ تمام نے وہ کھجوریں کھائیں۔ پھر وہ ان کے لیے ٹھنڈا پانی لائے اور انہوں نے وہ پانی پیا۔ تو پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: یہ ان نعمتوں میں سے ہے جس کے بارے تم سے پوچھا جائے گا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے، تو دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ان کا قصد کیا، پاس جا کر ٹھہرے اور سلام کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی سلام کا جواب دیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: اس وقت کون سی شے تمہیں باہر لائی ہے؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آپ سے آپ کے سوال سے پہلے سوال کیا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے بھوک باہر نکال لائی ہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا: مجھے بھی اسی نے باہر نکالا ہے جس نے آپ کو مجبور کر دیا ہے۔ پس دونوں وہاں بیٹھے ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگے۔ اتنے میں حضور نبی مکرم ﷺ اپنے کاشانہ اقدس سے نکلے اور آپ بھی ان دونوں کی طرف آئے۔ پاس آکر ٹھہرے اور سلام فرمایا۔ انہوں نے سلام کا جواب عرض کیا۔ تو کریم آقا ﷺ نے دریافت فرمایا: اس وقت تمہیں کس نے باہر نکالا ہے؟ پس دونوں میں ہر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگا اور ہر ایک کی خواہش تھی کہ دوسرا ہی آپ ﷺ کو باہر آنے کے بارے مطلع کرے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ یہ مجھ سے پہلے باہر آئے ہیں اور میں ان کے بعد نکلا ہوں۔ تو میں نے ان سے پوچھا: تمہیں اس وقت کون سی شے باہر نکال لائی ہے۔ تو انہوں نے جواباً کہا: بلکہ تم بتاؤ اس وقت تمہارے باہر نکلنے کا سبب کیا ہے؟ تو میں نے کہا: میں نے تمہارے سوال سے پہلے تم سے پوچھ لیا ہے۔ تو پھر انہوں نے کہا: مجھے تو بھوک باہر نکال لائی ہے۔ تو میں نے بھی انہیں بتایا کہ مجھے بھی اسی نے نکالا ہے جس نے تمہیں

نکالا ہے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: مجھے بھی وہی شے باہر لے آئی ہے جو تم دونوں کے نکلنے کا سبب بنی ہے۔ تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں فرمایا: کیا تم میں سے کوئی جانتا ہے ہم کس کے مہمان ہوں گے۔ انہوں نے عرض کی: ہاں ابوالہیثم بن التیہان۔ ان کے پاس (کھجوروں) کے خوشے بھی ہیں اور بھیڑ کے بچے بھی ہیں۔ اگر ہم ان کے پاس گئے تو یقیناً ہم ان کے پاس اچھی اور وافر کھجوریں پائیں گے۔ چنانچہ حضور نبی مکرم ﷺ اپنے دونوں ساتھیوں سمیت باغ میں تشریف لائے اور آپ ﷺ نے سلام فرمایا ام ہیثم نے آپ کا سلام سنا اور جواباً عرض کی: میرے ماں باپ قربان ہوں۔ اور اس نے بالوں (اون) سے بنا ہوا ایک ٹاٹ بچھایا۔ وہ اس پر تشریف فرما ہوئے۔ تو اسی اثناء میں ابوالہیثم بھی دکھائی دیئے۔ مشکیزہ ان کے کندھے پر تھا۔ پس جونہی انہوں نے کھجوروں کے درمیان حضور نبی کریم ﷺ کو ظاہر دیکھا تو مشکیزہ ایک تنے کے ساتھ ٹیک دیا اور آپ کے پاس حاضر ہو کر آداب پیش کیے اور عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ تو جونہی انہوں نے اپنے تمام مہمانوں کو دیکھا تو مدعیٰ سمجھ گئے اور ام ہیثم سے پوچھا۔ کیا تو نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو کوئی شے کھلائی ہے؟ تو اس نے بتایا: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی تشریف فرما ہوئے ہیں۔ پھر پوچھا: تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے بتایا: میرے پاس جو کے کچھ دانے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: انہیں پیس، آٹا تیار کر اور روٹی پکا۔ کیونکہ یہ خمیر کو نہیں جانتے (پسند نہیں کرتے) اور خود چھری اٹھائی۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں پھرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا دودھ والی بکری ذبح کرنے سے اجتناب کرنا۔ تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں بکری کے بچہ کا ارادہ رکھتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اسے ذبح کر دیا اور پار کر دیا۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ وہ حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس (کھانا تیار کر کے) لے آئے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے دونوں اصحاب نے کھانا تناول فرمایا اور خوب سیر ہوئے۔ ان کے لیے ان جیسے کھانے کے عوض کوئی ضمانت نہ تھی۔ ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس یمن سے کچھ قیدی لائے گئے۔ تو آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت سیدہ خاتون جنت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور اپنے کام کی کثرت اور ہاتھوں کے زخمی ہونے کی شکایت کی اور آپ ﷺ سے کسی خادم کے بارے التجاء کی۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ میں تو ابوالہیثم کو دوں گا کیونکہ میں نے اس کی وہ حالت اور مشقت دیکھی ہوئی ہے جس سے وہ اور ان کی بیوی اس دن دوچار ہوئے تھے جس دن ہم ان کے پاس مہمان بنے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ابوالہیثم کو بلا بھیجا اور وہ خادم اس کے حوالے کر دیا اور فرمایا: یہ غلام لے لو۔ تمہارے باغ کے کام میں یہ تمہارا معاون ہوگا اور اسے خیر اور نیکی کی نصیحت و تلقین کرتے رہنا۔ چنانچہ وہ حضرت ابوالہیثم رضی اللہ عنہ کے پاس جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا ٹھہرا رہا۔ پھر آپ نے اسے کہا: میں اور میری بیوی تو اپنے باغ کے معاملات میں مستقل لگے ہوئے ہیں۔ تو چلا جا۔ پس اللہ تعالیٰ کے سوا تیرا کوئی مالک نہیں ہے (یعنی آپ نے اسے آزاد کر دیا۔) پس وہ غلام شام کی طرف چلا گیا اور وہیں رہنے لگا۔

امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور اس کا سبب فقط بھوک تھا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی باہر آئے اور ان کے نکلنے کے سبب بھی صرف اور صرف بھوک تھا۔ پھر

حضور نبی اکرم ﷺ ان دونوں کے پاس تشریف لائے اور ان دونوں نے آپ ﷺ کو عرض کی کہ انہیں بھوک گھر سے باہر لے آئی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: انصار کا ایک آدمی ہے جس کو ابوالہیثم بن التیہان کہا جاتا ہے، ہمارے ساتھ اس کے گھر چلو۔ جب آپ وہاں پہنچے تو وہ گھر پر نہ تھے۔ پانی لینے گئے ہوئے تھے۔ ان کی زوجہ محترمہ نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو خوش آمدید کہا اور ان کے لیے کوئی بچھونا بچھا دیا جس پر وہ تشریف فرما ہوئے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: ابوالہیثم کہاں گئے ہیں؟ انہوں نے عرض کی: وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ ابھی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ وہ آگئے اور وہ پانی کا مشکیزہ اٹھائے ہوئے تھے۔ پس انہوں نے اسے لٹکا دیا اور مہمانان گرامی کی تواضع کے لیے بکری ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے اتنا اچھا نہ سمجھا۔ چنانچہ انہوں نے بھیڑ کا ایک بچہ ذبح کر دیا۔ پھر گئے اور کھجوروں کے گچھے لے آئے۔ پس تمام نے گوشت اور خشک و تر کھجوریں کھائیں اور پانی پیا۔ تو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما میں سے کسی ایک نے عرض کی: کیا یہ ان نعمتوں میں سے ہے جن کے بارے قیامت کے دن ہم سے پوچھا جائے گا؟ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن پر کوئی شے قبیح نہیں ہوگی جو بھی اسے دنیا میں پہنچی۔ بلا شبہ یہ کافر پر ثقیل اور قبیح ہوگی۔ (1)

امام ابن مردویہ نے حضرت کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے اس آیت کی تفسیر کے بارے پوچھا گیا: ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ تو انہوں نے فرمایا: بلاشبہ یہ کفار کے لیے ہے۔ اور أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا (الاحقاف: 20) یہ بھی کفار کے لیے ہے۔ فرمایا: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ، اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تمام کے تمام باہر آئے اور کہنے لگے: مجھے تو بھوک نے باہر نکالا ہے۔ پس حضور نبی مکرم ﷺ ان دونوں کو لے کر ایک انصاری کی طرف گئے جسے ابوالہیثم کہا جاتا ہے۔ تو آپ نے اسے اپنے گھر پر نہ پایا۔ اس کی بیوی نے آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو مرحبا اور خوش آمدید کہا اور ایک قالین نکالا اور یہ اس پر تشریف فرما ہوئے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ابوالہیثم کہاں گئے ہیں؟ تو اس نے عرض کی: وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ وہ آگئے اور پانی کا مشکیزہ بھی ساتھ تھا۔ آپ نے اسے لٹکا دیا اور مہمان گرامی کے لیے بکری ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی اجازت نہ عطا فرمائی۔ پھر انہوں نے بھیڑ کا بچہ ذبح کیا۔ پھر گئے اور کھجوروں کے گچھے لے کر آئے۔ پس تمام نے گوشت اور خشک و تر کھجوریں کھائیں اور پانی بھی پیا۔ پھر حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما میں سے کسی ایک نے کہا: کیا یہ اس نعمت میں سے ہے جس کے بارے ہم سے پوچھا جائے گا؟ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ کفار سے باز پرس کی جائے گی اور مومن کے لیے کوئی شے بھی قبیح نہیں ہوگی جو اسے دنیا میں ملی۔ البتہ کافر کے لیے قبیح اور اس پر بوجھ بھی ہوگی۔ ان سے پوچھا گیا تجھے یہ حدیث کس نے بتائی ہے؟ اس نے جواب دیا: یہ حدیث حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حارث کے واسطہ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت عامر رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ اور حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے گوشت، جو، کھجوریں اور ٹھنڈا پانی کھایا پیا اور فرمایا: تمہارے رب کی قسم! یہ اس نعمت میں سے ہے جس کے

1۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 574 (18263)، دار الفکر بیروت

بارے قیامت کے دن تم سے پوچھا جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کون سی وہ نعمت ہے جس کے بارے ہم سے پوچھا جائے گا حالانکہ تلواریں ہمارے کندھوں پر ہیں۔اور ساری زمین ہمارے لیے میدان جنگ ہے ہم میں سے ہر کوئی اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے پاس صبح کا کھانا نہیں ہوتا۔اور اس حال میں شام کرتا ہے کہ اس کے پاس شام کا کھانا نہیں ہوتا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ تمہارے بعد قوم ہوگی، تم ان سے بہتر ہو۔ان کے پاس صبح کے وقت بھی کھانے کے بڑے بڑے پیالے ہوں گے اور شام کے وقت بھی۔وہ صبح بھی حلوں میں کریں گے اور شام کے وقت بھی حلوں میں واپس لوٹیں گے اور اپنے گھروں میں روپوش ہو جائیں گے جیسا کہ کعبہ کو ڈھانپا جاتا ہے اور ان میں گھی عام ہوگا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو ایک محتاج آدمی اٹھا اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا میرے پاس بھی کوئی نعمت ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں سایہ (مکان) جوتے اور ٹھنڈا پانی۔

امام خطیب اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ چمڑا، ٹھنڈا پانی اور روٹی کے ٹکڑے (ان نعمتوں میں سے ہیں)۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خصاف سے مراد جوتوں کا چمڑا ہے۔

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کچھ لباس سے زائد ہے، دیوار کا سایہ اور روٹی ان سب کے بارے قیامت کے دن بندے سے حساب لیا جائے گا۔

امام عبد اللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ہیں جن کے بارے بندے سے حساب نہیں لیا جائے گا۔ایک وہ خاص سایہ (چھت) جس سے وہ سایہ حاصل کرتا ہے، وہ ٹکڑا جس کے ساتھ وہ اپنی کمر کو باندھتا ہے اور وہ کپڑا جس کے ساتھ وہ اپنی شرم گاہ کو ڈھانپتا ہے۔

آپ ہی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے اے ابن آدم! روٹی کا ٹکڑا تیرے لیے کافی ہے۔کپڑے کا ایک ٹکڑا تجھے ڈھانپ سکتا ہے اور ایک گھر تجھے پناہ دے سکتا ہے۔

امام احمد نے الزہد میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی سے مہاجرین فقراء میں سے کسی نے سوال کیا۔تو اس نے کہا: کیا تیری بیوی ہے جس کے پاس تو پناہ لیتا ہے اور وہ تیرے پاس پناہ لیتی ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں۔ پھر اس نے پوچھا: کیا تیرا گھر ہے جس میں تو رہتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔تو پھر اس نے کہا۔تو مہاجرین فقرا میں سے نہیں ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھر کی چھت، روٹی کے ٹکڑے، ایسا کپڑا جو شرم گاہ کو ڈھانپ سکتا جڑ اور پانی کے سوا ہر شے اور جو بھی اس سے زائد ہے

ان میں ابن آدم (انسان) کا کوئی حق نہیں۔

امام احمد، ابن ماجہ، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت معاذ بن عبداللہ جہنی رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے چچا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم پر تشریف لائے، آپ ﷺ پر غسل کے آثار تھے اور آپ انتہائی خوش دکھائی دے رہے تھے۔ سو ہمیں گمان ہوا کہ آپ ﷺ اپنے اہل کے پاس اترے اور ٹھہرے ہیں۔ تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم آپ کو انتہائی فرحت وانبساط میں دیکھ رہے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں الحمد للہ!۔ پھر آپ ﷺ نے غنا کا ذکر کیا اور فرمایا: اس آدمی کے لیے دولت وغنا کا کوئی حرج نہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہا۔ ڈرنے والے کے لیے صحت غنی سے بہتر اور افضل ہے اور طیب النفس بھی نعمت ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے وہ جذام میں مبتلا تھا، اندھا تھا، بہرہ تھا اور گونگا تھا۔ تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت اس میں دیکھ رہے ہو؟ ساتھیوں نے جواب دیا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ کیا تم اسے دیکھ نہیں رہے کہ وہ پیشاب کرتا ہے۔ نہ تو پیشاب اس کے اختیار کے بغیر خود بخود نکلنا شروع ہوتا ہے اور نہ ہی پیشاب کے وقت اسے کوئی زیادہ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ بلکہ وہ بڑی آسانی اور سہولت کے ساتھ خارج ہوتا ہے۔ پس یہی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: اے نعمت سے غافل ہونے والے! تو لذت سے کھاتا ہے اور آسانی سے نکال دیتا ہے۔ تحقیق اس گاؤں کے سرداروں میں سے ایک سردار تھا وہ اپنے غلاموں میں سے ایک غلام کو دیکھتا کہ وہ باغ میں آتا ہے اور غمزدہ ہو جاتا ہے۔ پھر وہ کھڑے کھڑے (اونٹ کی طرح) بلبلانے لگتا ہے اور وہ کہتا ہے: اے کاش! مجھ سے تیری مثل نہیں پیا جائے گا۔ یہاں تک کہ پیاس اس کی گردن کو کاٹ دے گی۔ اور جب وہ پیئے گا تو اس پینے میں اس کے لیے کئی موتیں ہیں۔ اے نعمت سے غافل رہنے والے! تو لذت سے کھاتا ہے اور آسانی سے نکال دیتا ہے۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو تین دیوانوں (نامۂ اعمال) کے ساتھ پیش کیا جائے گا۔ ایک دیوان میں نیکیاں ہوں گی، ایک دیوان میں نعمتوں کا ذکر ہوگا اور ایک دیوان میں گناہوں کا ذکر ہوگا۔ پس نعمتوں کے دیوان کے مقابل نیکیوں کے دیوان کو رکھا جائے گا۔ نتیجۃً نعمتیں نیکیوں کو ختم کر دیں گی اور گناہ باقی رہ جائیں گے۔ ان کی مشیت اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ اگر وہ چاہے تو عذاب دے اور اگر چاہے تو معاف فرما دے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ اور ہناد نے بکیر بن عتیق سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو ایک پیالے میں شہد کا مشروب پلایا۔ تو انہوں نے پی لیا۔ پھر فرمایا قسم بخدا! اس کے بارے مجھ سے پوچھا جائے گا۔ تو میں نے ان سے کہا: کیا اس کے بارے پوچھا جائے گا؟ انہوں نے فرمایا: میں نے اسے پیا ہے اور میں اس سے لطف اندوز ہو رہا ہوں۔ (3)

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 3، صفحہ 5 (2141)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 105 (34546)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 202 (35344)